خطاب: سمیع الحق — ضبط: عبدالقیوم حقانی

حقانی شہداء افغانستان: تاریخ اسلام کا روشن باب

مولانا احمد گل حقانی، مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت

تعزیتی اجتماع سے مولانا سمیع الحق کا خطاب

افغانستان میں پکتیا کے محاذ پر دارالعلوم حقانیہ کے جو فضلاء، روسی دشمن سے برسرپیکار ہیں اور اپنی بہادری شجاعت، ایثار اور قربانی، میں قرون اولی کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ اور اپنے بے داغ کردار استقلال و استقامت پر پوری دنیا میں عالمی اشاعتی و نشریاتی اداروں سے زبردست خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

ان میں سر فہرست مولانا جلال الدین حقانی۔ مولانا احمد گل حقانی۔ مولانا فتح اللہ حقانی۔ مولانا ابراہیم حقانی کے اسماء گرامی بطور مثال لئے جا سکتے ہیں۔ اس محاذ کی اصل کمانڈ مولانا جلال الدین حقانی کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا محمد ابراہیم حقانی۔ مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی اس کے نائبین، معتمد اور قریب ترین ساتھی ہیں۔ یہ سب دارالعلوم حقانیہ کے فاضل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے قریب ترین تلامذہ اور خصوصی تعلق والے ہیں اور تعلیمی دور میں سات آٹھ سال تک دارالعلوم کے اساتذہ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے زیر تربیت زندگی کا ایک طویل عرصہ گذار چکے ہیں۔

گذشتہ جمعہ ۷ ستمبر ۸۵ء کو اس محاذ کے عظیم رہنما مولانا احمد گل حقانی اور ان کے ساتھ دارالعلوم کے دوسرے فضلاء اور رفقاء روس کے حالیہ ظالمانہ سفاکانہ اور سب سے بڑے حملے کے مقابلے میں استقامت، پامردی اور شجاعت سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اور اس جمعہ ۳ ستمبر کو اسی محاذ کے دوسرے کمانڈر دارالعلوم کے فاضل مولانا فتح اللہ (دیہ ان کے جہاد کا نام ہے جب کہ اصل نام مولانا حبیب الرحمٰن ہے) محاذ جنگ پر داد شجاعت دیتے اپنے رفقاء کے ساتھ اپنے خدا کے حضور جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ دونوں موقعوں پر ہر دو حضرات کی شہادت کی اطلاع سے دارالعلوم میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔

دونوں مرتبہ مسجد دارالعلوم میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے جس میں طلبہ اور اساتذہ نے قرآن پڑھ کر شہداء کی روح کو ایصال ثواب کیا اور مجاہدین کی فتح و کامیابی کی دعائیں مانگیں۔ دونوں تقریبات میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مختصر خطاب بھی فرمایا۔ جو احقر نے اسی وقت قلم بند کر لیا۔ اب یہی افادہ عام کے پیش نظر، نذر قارئین ہے۔
(ع ق ح)

(۸ ستمبر۔ بعد از نماز عصر)

حضرات اساتذہ کرام اور عزیز طلبہ۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم اور عنایت و توجہ ہے جس نے ہمیں اپنے

علوم و معارف، قرآن و حدیث اور دینی مدارس سے وابستہ کر دیا ہے اور آج ہم اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جانیں قربان کر دینے والے افغان مجاہدین و شہداء کے ایصال ثواب کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اور اللہ نے یہ احساس بخشا ہے ورنہ اب تو امت بہ مجموعی حیثیت سے بڑا زوال اور انحطاط کا دور آیا ہے۔ آج سے ساٹھ ستر سال قبل مسلمانوں کے ہنگامے، ان کے جلوس، ان کی ہڑتالیں، ان کی سیاست اور ان کی ہر قسم کی مساعی، مسلمانوں کی فلاح، ان سے ہمدردی و نصرت اور ان کا غم اور پریشانیوں کو دور کرنے کی غرض سے ہوا کرتے تھے۔

مشرق میں جنگ ہوتی تو مغرب کے مسلمان پریشان ہو جاتے اور اگر مغرب میں کسی مسلمان کو تکلیف پہنچتی تو مشرق کے مسلمان اس کو اپنے دل میں محسوس کرتے۔ ترک میں، بلقان میں، افریقہ میں، غرض جہاں کہیں مسلمانوں پر کوئی آفت آئی تو برصغیر میں حساس مسلمان، علماء، قائدین اور سیاست دان بے چین ہو جاتے۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ مسلمان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو جسد واحد قرار دیا ہے اذا اشتکی بعضہ اشتکی کلہ، جب جسم کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اس سے سارا وجود درد محسوس کرتا ہے اگر آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کو سارا جسم محسوس کرتا ہے۔ جسم کا ہر حصہ دوسرے سے مربوط اور خوشی و مسرت اور دکھ درد میں شریک ہے۔

مگر اب کے تیس چالیس سال سے میں بڑی تبدیلی محسوس کرتا ہوں آپ برصغیر کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تحریک خلافت ہو یا بلقان کی جنگ ہمارے اسلاف، اکابر علماء دیوبند نے کتنا شاندار کردار ادا کیا۔ ترکی میں خلافت کے زوال کو پوری امت نے اپنا زوال محسوس کیا۔ اور برصغیر میں تحریک خلافت نے مسلمانوں میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے دل کھول کر چندے دئے اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مسلمان ان کی کامیابی کے لئے خدا کی بارگاہ میں گڑگڑاتے۔

بانی دارالعلوم دیوبند قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو دیوبند کے کسی رئیس نے اپنی بیٹی نکاح میں دے دی۔ جب خلوت میں اپنی دلہن کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ سونے کے زیورات سے لدی ہوئی ہے آپ نے نئی نویلی دلہن پر توجہ کئے بغیر اسی کمرہ میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوگئے اور نماز پڑھتے رہے فارغ ہوئے تو بیوی کے قریب ہو کر اسے یوں تقریر کی۔ کہ دیکھو! تم ایک امیر اور رئیس کی صاحبزادی ہو۔ اور میں فقیر و غریب اور ایک مسکین انسان ہوں۔ نکاح کے بعد اب تمہارا اور میرا ایک ساتھ جینا ہو گیا ہے۔ ہمارا مستقبل ایک دوسرے سے وابستہ ہے مگر یہ نبھاؤ بظاہر مشکل ہوگا کہ تو امیر ہے اور امیر کی بیٹی ہے۔ میں فقیر ہوں اور فقر کو پسند کرتا ہوں ہمارا گذارا تب بہتر ہو سکے گا۔ جب دونوں ایک ہو جائیں یا میں امیر بن جاؤں یا تو فقر اختیار کر لے۔ جہاں تک میری امارت اور دنیا پسندی کا تعلق ہے وہ تو ناممکن ہے۔ البتہ آپ کو فقر و مسکنت کی راہ اختیار کرنا آسان ہے۔

اب آپ جونسی راہ اختیار کریں گی مستقبل کے لحاظ سے ہمارے تعلق کا اس پہ نتیجہ مرتب ہوگا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی تو فقر اور زہد اور ورع و تقویٰ کے پہاڑ تھے۔ بیوی نے ان کی تقریر سن کر بڑی خوشی سے کہہ دیا کہ میں فقر و غربت کی راہ اختیار کرتی ہوں اور میرے سارے زیورات وہ آپ کی ملکیت ہیں اور آپ کو اختیار ہے جہاں اور جیسے استعمال کریں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اسی وقت بغیر کسی تاخیر کے اپنی دلہن سے تمام کے تمام زیورات اتار لیے اور صبح بلقان کی جنگ میں مسلمانوں کی اعانت و نصرت کے لئے چندہ میں داخل کر دئے۔

آج ہمارے پہلو میں سرحد پر افغانستان کے مسلمانوں کی زبردست جنگ شروع ہے اور میرا شرح صدر ہے کہ تاریخ میں یہ جنگ بدر و حنین اور احد و احزاب کے مناظر پیش کرتی ہے۔ وہی معرکہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو پیش آیا تھا۔ وہاں تو صحابہؓ کے لئے ڈھارس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس موجود تھی، ان کے سامنے وحی کا نزول ہوتا تھا۔ مگر آج تو ۱۴۰۰ سال بعد پھر ایسا معرکہ کارزار گرم ہوا ہے کہ مجاہدین صحابہؓ کی طرح سر کو ہتھیلی میں رکھ کر میدان کارزار میں کود پڑے ہیں۔ یہ ان ہی کا زبردست اور مضبوط ایمان ہے مٹھی اور مٹھی بھر اور انگلیوں پر گنی جانے والی تعداد ایک سپر پاور اور روس جیسے درندہ صفت فوجوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

آج ہمارے قائدین، ہمارے علماء، ہمارے سیاستدان اور لیڈر، ادھر سے غافل ہیں۔ ہماری سرحد پر ہمارے بھائی، ہمارے مسلمان، ہماری ملت کے محافظ، مجاہدین، مسلمانان افغانستان، خاک و خون میں تڑپ رہے ہیں ان کی عزتیں لٹ رہی ہیں۔ ان کے بچے کٹ رہے ہیں ان کی عصمت دری کی جارہی ہے۔ مگر یہ ہیں کہ ٹس سے مس تک نہیں ہوتے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ، کہ اللہ پاک نے دارالعلوم حقانیہ کو ہزارہا انعامات و سعادتوں سے نوازا ہے۔ مگر سب سے بڑی اور سب سے اہم سعادت یہ ہے کہ آج جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کا اسی فی صد حصہ ہے۔ اور یہ عظیم تاریخی کارنامہ ہے۔ ہر محاذ پر، ہر جماعت میں، ہر میدان میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلبہ کا کردار نمایاں قائدانہ اور گویا جہاد کی اصل روح ہے۔

چند روز قبل ہفت روزہ "تکبیر" کے مدیر اور مشہور صحافی محمد صلاح الدین اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاد افغانستان کے مختلف محاذوں پر گئے۔ اور اپنے رسالہ کا افغانستان نمبر نکالا۔ آپ حیران ہوں گے کہ اس نمبر میں انہوں نے اپنے تاثرات و مشاہدات میں لکھا ہے کہ وہ محاذ پر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کا ولولہ، جذبہ جہاد اور محاذ جنگ پر سر فروشانہ کردار دیکھ کر حیرت میں ڈوب کر رہ گئے۔ اور ان کی تحسین و عقیدت میں صفحات کے صفحات لکھ ڈالے۔ مولانا جلال الدین حقانی، (فاضل دارالعلوم حقانیہ) مولانا محمد ابراہیم حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) اور مولانا احمد گل حقانی (شہید) کو اس دور کا امام ابن تیمیہ، امام السنوسی اور امام شامل قرار دیا۔

یہ جلال الدین حقانی، یہ محمد ابراہیم حقانی اور احمد گل حقانی وغیرہ کون ہیں۔

یہ آپ کے دارالعلوم کے فاضل ہیں۔ انہوں نے آپ کے ساتھ یہاں دارالعلوم میں زندگی کا طویل حصہ گذارا۔ ان کی طالب علمانہ زندگی بھی زہد و تقویٰ کا نمونہ اور پاکیزہ زندگی تھی۔ انہیں اپنی مادر علمی کا احترام تھا اور اپنے شیخ اور اساتذہ سے بے حد عقیدت تھی۔ اور آج اللہ نے ان کو جہاد و حفاظت دین کی کتنی عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔ دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر جہاد کرتے ہیں اور رات کو اللہ کی بارگاہ میں عجز و نیاز اور کامیابی کی دعا کی خاطر جبین نیاز جھکاتے ہیں۔

یہ اب جس محاذ پر لڑائی سخت ہوگئی ہے۔ اور ان آٹھ دس دن میں روس نے جو ۵ سالہ تسلط و اقتدار اور اس دوران افغان مجاہدین پر حملوں میں یہ سب سے بڑا حملہ کیا ہے۔ اور یہاں اب سخت اور فیصلہ کن جنگ جاری ہے۔ دونوں طرف زخمیوں سے ہسپتال اٹے پڑے ہیں یہاں بھی دوسرے محاذوں کی طرح دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء پیش پیش ہیں۔ کمانڈ اور قیادت ان کے ہاتھ میں ہے۔ مولانا جلال الدین حقانی اور مولانا محمد ابراہیم حقانی اسی محاذ پر دشمن کو بارہا دندان شکن شکست دے چکے ہیں اور اب کافی عرصہ سے انہوں نے خوست کی فوجی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا تھا اور دن بدن وہ اپنے گھیرے کو تنگ کئے جارہے تھے جس سے روسی کارمل حکومت بے حد پریشان ہوگئی تھی۔ اور قریب تھا کہ یہ چھاؤنی مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوجائے روس نے پیش بندی کی خاطر پوری قوت سے اس محاذ کو کچلنے کی خاطر بہت بڑا حملہ کر دیا۔

آج ہم جس غرض سے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ مولانا احمد گل حقانی (فاضل دارالعلوم حقانیہ) جو اس محاذ پر مجاہدین کے کمانڈر اور روح رواں تھے اور ۵ ہزار مجاہدین کی فوج ان کے زیر کمان تھی۔ روسی دشمن سے زبردست مقابلہ کرتے ہوئے اپنے دوسرے رفقاء اور دارالعلوم کے فضلاء کے ساتھ شہید ہوگئے ہیں اور ان کی نعش کو میران شاہ لایا گیا ہے۔ آج کے نوائے وقت میں مولانا احمد گل حقانی کی شہادت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ مولانا احمد گل حقانی، دارالعلوم کے ہونہار اور لائق فاضل تھے۔ ذہین اور محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ سے خصوصی تعلق تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے قریب ترین تلامذہ میں سے تھے آپ کی مسجد میں بھی رہے۔ شیخ الحدیث مدظلہ کی امامت بھی ان کے ذمہ تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ دارالعلوم حقانیہ جہاد کی چھاؤنی ہے دارالعلوم ایک چاردیواری یا مخصوص نصاب تعلیم کا نام نہیں بلکہ وہ ایک عالمی اور بین الاقوامی تحریک ہے۔ جو ہر جگہ اور ہر محاذ پر باطل سے برسرپیکار رہے۔ جن میں سرفہرست اور سب سے زیادہ نمایاں محاذ، روس جیسی سپر پاور سے جنگ ہے۔ جس میں دارالعلوم کے فضلاء اور طلبہ پیش پیش ہیں۔

عزیز طلبہ! آپ کے سامنے دارالعلوم حقانیہ کے قدیم طلبہ اور فضلاء بالخصوص مولانا جلال الدین حقانی

اور مولانا احمد گل حقانی کا کردار بطور نمونہ موجود ہے۔ دس فیصد محبت اور اخلاص بھی پیدا ہو جائے تو اللہ پاک سو فیصد کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا ہے۔

مولانا احمد گل، ایک نیک سیرت، سادہ اور محنتی طالب علم تھا۔ عبادت، ذکر و فکر اور اپنے اسباق پر اس کی پوری توجہ تھی۔ تو اللہ نے اسے جرنیل اور آج اخروی درجات و ترقیات سے نوازا۔ اور شہید بنا دیا۔ آج اپنے پرائے سب انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور سب کو اعتراف ہے کہ مولانا احمد گل حقانی اور مولانا محمد ابراہیم حقانی اور مولانا جلال الدین حقانی نے میدان کارزار میں محاذ جنگ پر خالد بن ولید، حیدر کرار اور ابو عبیدہ کی یاد تازہ کر دی۔ ان کے ایثار و شجاعت کے نمونے دکھائے۔

علماء اور اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جائیں۔ نوجوان میدان کارزار میں جہاد کریں اہل ثروت ان کی امداد کریں۔ علماء اس کی تبلیغ کریں۔ اور ضعفاء اور تمام مسلمان دعا سے ان کی پشت پناہی کریں کیونکہ جہاد کے بھی مختلف درجات ہیں۔ کچھ لوگ میدان جنگ میں لڑتے ہیں کچھ ان کے لئے رسد، خوراک اور تعاون و نصرت کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ مجاہدین جذبہ جہاد اور ولولہ پیدا کرتے ہیں۔ کچھ رائے عامہ کو ہموار کرتے ہیں۔ اور کچھ شب و روز اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کر کے ان کی فتح مندی کی دعائیں کرتے ہیں۔

میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ مسلمان جسد واحد ہیں۔ افغان مجاہدین و مہاجرین کی پریشانی ہماری پریشانی ہے۔ اگر ہمارے اندر بے چینی، اضطراب، ہمدردی، فتح و نصرت کے لئے دعا و الحاح اور افغان مجاہدین و مہاجرین کے مسائل سے دلچسپی نہیں ہے۔ تو خطرہ ہے کہ اس عذاب اور ان مصائب کا رخ ادھر پھیر دیا جائے۔

ختم قرآن کی غرض بھی مولانا احمد گل اور دارالعلوم کے دوسرے کثیر تعداد میں شہید ہونے والے فضلاء اور طلبہ کو ایصال ثواب اور ان کے رفع درجات کی دعا کرنا ہے۔ اور یہ کہ باری تعالیٰ اس روسی اژدھے سے افغانستان کو نجات دے اور مسلمانان عالم کو اتحاد و اتفاق اور فتح و نصرت عطا فرمائے۔

۱۴؍ ستمبر بعد از نماز عشاء۔ مولانا فتح اللہ حقانی کی یاد میں

ابھی آپ کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے دارالعلوم کے ایک دوسرے روحانی فرزند فاضل مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کی خبر سنائی اور مجاہدین کی فتح، دعائیں اور شہداء کے لئے ایصال ثواب کی تقریب میں شرکت کا کہا۔ واقعۃً مجاہدین، شہداء بالخصوص ہمارے دارالعلوم کے فضلاء کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی معاونت نصرت اور دعا و ایصال ثواب کرتے رہیں۔

اس سے قبل گذشتہ جمعہ کو مولانا احمد گل حقانی شہید ہوئے اور اب ہفتہ بعد مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کی جانکاہ خبر ہم سن رہے ہیں۔ جہاں تک شہادت کی بات ہے ہمیں اس پر افسوس، ندامت اور اظہار غم اور نالہ و ماتم

نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل وکرم احسان وعنایت ہے کہ اس بے دینی، بے راہ روی اور فتنوں کے دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے دارالعلوم کے فضلاء کو جہاد و شہادت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ یہ فخر اور عزت و افتخار کا مقام ہے کہ آج عالمی پریس اور نشر واشاعت کے عالمی ادارے ہمارے فضلاء کا نام لیتے ہیں۔ اور ان کے نام کے ساتھ حقانی کی نسبت کا لاحقہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ جہاد و شہادت کا عظیم مقام ہے۔ حضرات صحابہ کی یہ تمنا ہوا کرتی تھی کاش! جہاد میں شرکت کی سعادت حاصل ہو۔ اور اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو۔ ہمارے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے جائیں ہاتھ پاؤں توڑ دئے جائیں۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بارہا اس کی تمنا کرتے کاش میں اللہ کی راہ میں شہید کردیا جاؤں۔ پھر زندہ کردیا جاؤں پھر شہید کردیا جاؤں اور یہ تا قیامت قائم ہو یہ سلسلہ جاری رہے۔

سعد بن وقاصؓ ایک جلیل القدر صحابیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں اوّل من رمٰی فی سبیل اللہ کا شرف ان کو حاصل ہے۔ احادیث میں ان کے بڑے مناقب آئے ہیں۔ عراق، ایران اور عجمی علاقوں کے فاتح ہیں۔ فرماتے ہیں:-

احد کے روز میرے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن جحش ایک طرف ہوکر فرمانے لگے کہ کل میدان کارزار میں جانے سے پہلے خلوص والحاح سے دعا مانگ لیں۔ ایک دعا مانگے دوسرا آمین کہے۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ اول میں نے دعا مانگی پھر حضرت عبداللہ بن جحش نے دعا مانگی۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ فرماتے ہیں عبداللہ بن جحش نے عرض کیا:-

اللهم ارزقني غداً رجلاً شديداً باسه شديداً حرده يقاتلني و اقاتله ثم يقتلني فيجدع انفي و اذني فاذا لقيتك تقول يا عبدالله فيما جدع انفك واذنك فاقول فيك وفي رسولك (او كما قال)

اے اللہ! کل میدان کارزار میں ایک ایسے شخص سے میرا سامنا ہو جو گرفت میں مضبوط اور مقابلہ میں توانا وطاقتور ہو، پھر وہ مجھے قتل کردے۔ میرا ناک اور کان کاٹ دے میرا مثلہ کردے جب آپ کے ہاں میری حاضری ہو تو آپ مجھ سے دریافت کریں عبداللہ! کس سلسلہ میں آپ کے ناک اور کان کاٹ دئے گئے ہیں تو میں عرض کروں یا اللہ! آپکی اور آپکے رسولؐ کی محبت میں۔

حضرت سعد فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ان کے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول کرلی اور جب انہیں میدان کارزار میں دیکھا تو ان کے کان اور ناک کاٹ دئے گئے تھے۔ تو صحابہؓ میں شہادت کی تڑپ تھی۔

مولانا احمد گل حقانی کی شرافتیں، اخلاص ومحبت اور جذبۂ جہاد مولانا فتح اللہ حقانی کا اساتذہ سے وابستگی

خلوص ومحبت اور ہمارے ہاں یہاں کے اساتذہ کے ساتھ ان کی صحبتیں اور رفاقت ایک ایک چیز ابھر ابھر کر سامنے آتی ہے۔

مجھے یاد ہے آج سے سات آٹھ سال قبل جب جہاد افغانستان کی ابتدا کی جا رہی تھی اور مولانا احمد گل حقانی آئے تو سامنے والی پٹڑی کے اس پار کھیتوں میں رات گئے تک ٹہلتے ہوئے روسی دشمن سے جہاد اور جنگ کی منصوبہ بندی کرتے، نقشے بناتے، عزائم دہراتے، رفقاء اور ساتھیوں کی نصرت حاصل کرنے کے خاکے بناتے۔ یہ ساری چیزیں مجھے کل کی تازہ بات کی طرح یاد ہیں اور لگا ہے دل میں یہ خیال بھی آتا کہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔ روسی طاقت سے کون مقابلہ کرے گا۔

مگر اللہ پاک کو ان خاکوں میں رنگ بھرنا تھا اس کی قدرت کے سامنے ساری انہونی باتیں ہو کے رہتی ہیں آج مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی کا عظیم تاریخی کردار امت کے سامنے ہے بچپن سے اور طالب علمی کے زمانے سے ان کے عزائم یہی تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ والا جذبہ اور ان کے دل کی دھڑکنیں قدرت نے انہیں ودیعت کر دی تھیں ؎

فلست ابالی حین اقتل مسلماً
علی ای جنب کان، للّٰہ مصرعی
وذالک فی ذات الالہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزّع

ہمارے ان علماء، دارالعلوم کے فضلاء اور مجاہدین نے ایثار و قربانی کے لازوال نمونے پیش کر دئے ہیں جس سے صرف دارالعلوم کو نہیں بلکہ پوری ملت مسلمہ کو سرخروئی حاصل ہوئی ہے۔ مولانا فتح اللہ حقانی بھی ایک عجیب و غریب، مخلص وفادار اور دارالعلوم کے لائق فرزند تھے۔ ہمارے ساتھ تو بے تکلف تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بے حد عشق تھا ہر وقت ان کے ساتھ لگے لپٹے رہتے تھے۔ اور دعائیں حاصل کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ اللہ نے ان کو میدان کارزار میں امارت، کمانڈری اور اب شہادت کی خلعت سے سرفراز فرمایا +

مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ مضامین روشنائی سے کاغذ کے ایک طرف تحریر فرمائیں۔ صاف اور خوشخط لکھیں۔ پنسل یا بال پین سے تحریر شدہ مضامین پڑھے نہیں جاتے۔
(ادارہ)